مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

مباہلہ کی تعریف، حضرت فاطمہؓ کی خصوصیات

حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور اُن کی اولاد کے اہلِ بیت ہونے کی وجہ

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۸ سائیڈ بی ۳۰ دسمبر ۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! صحابہ کرام کے ذکر مبارک کے بعد بہت سے محدثین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و عیال کا ذکر کرتے ہیں۔ اہل بیت رسول اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم کا ذکر اُنھوں نے بھی اسی طرح کیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت اُتری نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ "ہم بُلائیں ——— اپنی اولاد کو تو تم بُلاؤ اپنی اولاد کو" تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بُلایا اور یہ کہا اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ خداوندِ کریم یہ میرے اہلِ بیت ہیں یہ میرے گھر والے ہیں۔

مباہلہ کا واقعہ

تو واقعہ اس طرح سے ہوا تھا کہ نجران سے ایک وفد آیا تھا تو اُن سے ——— جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گفتگو فرمائی تو بات یہاں آئی کہ ہم میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے اس کا فیصلہ کرنے کے لیے مباہلہ کرلو۔ مباہلہ کا مطلب کیا ہے؟ وہ قرآن پاک میں ذکر ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ ... ہم بلائیں اپنے لڑکوں کو اور تم اپنے لڑکوں کو وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ اور خود ہم بھی آئیں اور تم بھی آؤ پھر یہ دُعا کریں کہ جو جھوٹا ہے اس پر خُدا کی پھٹکار ہو تو یہ دُعا کرنی

اس طرح سے کہ دونوں فریق یکجا ہو جائیں اور اس طرح جمع ہوں تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جو جھوٹا ہو گا اُس کو نقصان پہنچتا ہے۔ تو یہ مرزا نے بھی مباہلہ کا چیلنج شاید مان لیا تھا، مولانا ثناء اللہ امرتسری نے کیا تھا چیلنج کہ مباہلہ کر لو کون سچّا ہے کون جھوٹا ہے۔ تُو سچّا ہے یا مَیں سچّا ہوں۔ تُو دعوٰی نبوّت میں سچّا ہے یا مَیں تجھے جھوٹا کہنے میں سچّا ہوں۔ کون صحیح ہے۔ اس کے لیے مباہلہ کی دعوت دی۔ اُس نے شاید مان لی تھی۔ مباہلہ نہیں ہونے پایا لیکن مرزا مر گیا۔

وفد کا مباہلہ سے فرار

تو جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بات کہی تو لوگ تیّار ہو گئے کہ ٹھیک ہے کر لیتے ہیں، پھر اُن میں جو سمجھ دار آدمی تھا اُس نے مشورہ دیا کہ اگر یہ سچ مچ نبی ہُوئے تو ہمارے بعد کوئی رہے گا ہی نہیں، ہماری نسل بھی نہیں چلے گی تو اس واسطے مباہلہ نہیں کرنا چاہیے کسی کو اور اُنھوں نے مصالحت کر لی جو آپ نے شرائط پیش کیں وہ مان لیں وہ لوگ چلے گئے تو جب مباہلہ کا وقت آیا تو اُس وقت حضرت آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِن حضرات کو بُلایا حضرت علی رضؓ کو حضرت فاطمہ رضؓ کو حضرت حسن رضؓ کو حضرت حسین رضؓ کو۔

اشکال کا جواب

اب کوئی کہہ سکتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو داماد ہیں اور حضرت علی رضؓ تو چچا زاد بھائی ہیں۔ وہ اہلِ بیت میں کیسے داخل ہُوئے لیکن ایسی صُورت ہے کہ حضرت علی رضؓ کی پرورش جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کی تھی۔

گھر داماد

اور پھر اپنی لڑکی کی جب شادی کی تو پھر اُن کو اپنے گھر میں رکھ لیا تو حضرت علی رضؓ اور فاطمہ رضؓ یہ دونوں کے دونوں بالکل ایسی جگہ رہتے تھے کہ جہاں سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو اُدھر سے اِن کے گھر میں جو کھڑکی کھلتی تھی یا روشن دان جیسی چیز تھی یا سوراخ جیسا تھا اُس میں سے گھر والے نظر آتے تھے۔ تو راہِ گزر میں تھے۔ اسی لیے جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر سے تشریف لاتے تھے کہیں سفر سے تو پہلے تو مسجد میں نفلیں پڑھتے تھے پھر جاتے ہوئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے ہوئے تشریف لے جاتے تھے۔

اپنی اولاد میں حضرت فاطمہ رضؓ سے زیادہ محبّت کی وجہ

اور اپنی اولاد میں محبّت تو سبھی سے ہوتی ہے مگر زیادہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگئی تھی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے اور کاموں میں بھی ذکر آتا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا۔ باقی بچیاں شاید بڑی تھیں یہ چھوٹی تھیں اس لیے بعض کاموں میں ذکر خاص طور پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کا آتا ہے جیسے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے

تو یہ چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے بڑے بڑے جو سردار ہیں کافروں کے اُنھوں نے کہا کہ فلاں جگہ اُونٹنی ذبح ہوئی ہے تو اُس اُونٹنی کی سلا (بچہ دانی) کوئی لائے اور جب یہ نماز میں سجدے میں جائیں تو پیچھے سے رکھ دے تو ایک آدمی اُٹھا اور وہ لایا اُس کی اوجھڑی اُس نے لاکر رکھ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ہی میں رہے ثَبَتَ سَاجِدًا

حضرت ابن مسعودؓ کی بے بسی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ قصہ دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا بے بس تھا اور کیا اچھا ہوتا کہ میرے بھی کچھ ساتھی ہوتے تو میں کچھ تو مدد کرتا اور حضرت فاطمہؓ نے سنا تو وہ آئیں فوراً اور آکر اُنھوں نے وہ ہٹائی گردنِ مُبارک پر سے اور کفّار جو تھے اُنھیں بُرا کہا تو اس طرح کے موقعوں پر جو نام مثلاً کسی کام میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا بھی کام ہو اور اس طرح کا کام ہو اور مجمع بھی ہو مردانہ حصہ بھی ہو تو اس میں ان کا نام تو آ رہا ہے باقی کسی کا نہیں آتا تو یہ بچّی تھیں وہاں جا سکتی تھیں۔ اُن میں پردہ تو نہیں تھا لیکن تکلّف تو تھا ضرور عورتوں میں بے دھڑک اس طرح سے گھومنا پھرنا یہ تو نہیں ہوتا تھا تو حضرت فاطمہؓ کا نام یہاں آتا ہے پھر اُحد کی لڑائی میں آتا ہے۔

حضرت فاطمہؓ اور نبی علیہ السّلام کا زخم

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا زخم دھوتی رہیں۔ حضرت علیؓ پانی لاتے رہے اپنی ڈھال میں وہاں ایک پانی کا چشمہ تھا وہاں آپ کو لے گئے تھے اب جب دیکھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہ جتنا پانی ڈال رہے ہیں خُون زیادہ بہہ رہا ہے تو اُنھوں نے چٹائی جلا کر اُس کی راکھ مل دی یہ علاج تھا گویا اُس دَور کا جہاں زخمی لوگ ہوتے تھے وہاں وہ چیزیں اس طرح کی رکھا کرتے تھے اور دوائیں بھی بڑی عمدہ قسم کی تھیں اُن کی اگر لمبا زخم ہو گہرا زخم ہو، دوا لگا کر بھر دیتے تھے۔ پٹی باندھ دیتے تھے چند روز بعد دیکھتے تھے وہ ٹھیک ہو جاتا تھا لیکن نسخے چلے نہیں ___ زیادہ عرصے بہت کم چلے اَب اور دوائیں آگئیں کھانے کی بھی پینے کی بھی پھر آپریشن بھی، پھر ٹانکے لگانے کی، ٹانکے اُس وقت نہیں لگائے جاتے تھے۔ زخم جوڑ کر اُوپر سے پٹی باندھ دیتے تھے اندر دوا ہوتی تھی تو اس طرح سے چٹائی بھی ___ رکھتے ہونگے جب ضرورت ہو جلا کر تازہ تازہ راکھ لگائی جاتے تو ویسے سمجھ میں آتی ہے بات، جلنے کے بعد پھر اُس کے جراثیم وغیرہ سے مضرت نہیں رہے گی۔ لطیف بھی ہو جائے گی تو وہ لگائی، تو وہاں اور یہاں ذکر آتا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا۔

باقی بیٹیوں کا تذکرہ کم ہونے کی وجہ

باقی جو بیٹیاں تھیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن کی وفات بھی ہوگئی تھی اَب رہ بھی گئیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تو اس لیے بھی ان کا نام زیادہ آتا ہے اور کام بھی آتا ہے ساتھ ساتھ کہ یہ کام کیا، یہ کام کیا اور ایک خُصوصیّت جو اُن کے ساتھ آپ کے استعمال فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ اپنے پاس رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بہت محبت تھی اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی تو اُن کو بُلا کر آپ نے ان کو اپنا اہلِ بیت قرار دیا کہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔

عام طور پہ داماد، بیٹی اور اُن کی اولاد اہلِ بیت نہیں ہوتے

اب داماد اہلِ بیت نہیں ہوا کرتا۔ چچا زاد بھائی بھی اہلِ بیت نہیں ہُوا کرتا اور بیٹی بھی جب ہی جائے تو اہلِ بیت میں نہیں ہے اور اُس کی جو اولاد ہو داماد سے وہ بھی اہلِ بیت میں نہیں ہوتی، قاعدہ اسی طرح سے ہے۔

وضاحت کی وجہ

اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر وضاحت فرمائی کہ خلافِ قاعدہ جو عام رواج ہے اس رواج سے ہٹ کر مَیں یہ قرار دیتا ہوں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی چیز کو ایسے فرمادیں تو پھر وہ ویسے ہی ہو جاتی ہے۔ ایک اللہ کا بنایا ہُوا ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہُوا یا قرار دیا ہُوا۔ تو یہ وہ چیز ہے تو یہ اہلِ بیت تھے نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے ان کو اہلِ بیت۔ اس بناء پر اہلِ بیت شمار ہونا شروع ہو گئے اور یہ مجمع کی بات تھی اور بعد میں آپ نے فرمایا ایک اور حدیث بھی آتی ہے اُس میں بھی آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے چادر اوڑھے ہُوئے تھے نقش ونگار تھے اُس پہ اور سیاہ رنگ کی تھی بال اس کے جس سے بنی گئی تھی اُونی تھے وہ بال سیاہ تھے تو حضرت حسن بن علی رض آئے آپ نے اُنھیں چادر میں داخل کر لیا پھر حضرت حسین رض آئے وہ خود ہی داخل ہو گئے۔ بچہ بھی دوسرے بچے کے ساتھ پہنچ گیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اُن کو بھی آپ نے اس چادر میں داخل کر لیا پھر حضرت علی رض آئے تو اُن کو بھی اس چادر میں داخل کر لیا اب جو کام آپ ایسے کیا کرتے تھے تو اُس میں اشارہ فرماتے تھے تو بھی اطاعت کرتے تھے آپ نے اشارہ بھی فرمایا ہوگا تو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اطاعت کی ہوگی تو اس چادر کے گھیرے میں یہ سب آگئے۔

(بقیہ بر صفحہ ۱۹)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے نہ تھے۔ کھیتی کرتے تھے۔ کھجوروں کے باغ درست کرتے تھے۔ جملہ اکابرین صحابہ محنت کی زندگی گزارتے تھے لیکن ذکر اللہ سے غفلت نہ کرتے تھے۔

میرے بھائیو! ہمارا فرض ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے (صلی اللہ علیہ وسلم) محبت کریں۔ اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں دل میں اسی کی یاد ہو اور زبان پر اسی کا نام، سب کام ہو مگر سب کاموں سے مقدم یہ کام۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کو توفیق بخشے۔ یہی زندگی مبارک زندگی ہے جو اُس کی یاد سے بابرکت ہو۔

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علیٰ رسولہ محمدٍ واٰلہٖ واصحابہ اجمعین

بقیہ : درسِ حدیث

تو آپ نے پھر یہ فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا
اے اہلِ بیت تمہیں اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں یہ پسند فرماتے ہیں کہ دوسری جو ناپاکیاں ہیں وہ دُور ہوجائیں اور تمہیں خُوب پاکیزہ کردے تو اِن کو چادر کے گھیرے میں لے کر یہ جُملے ارشاد فرمائے تو اس سے بھی اہلِ بیت کا لفظ، جو قرآن پاک میں آیا ہے ان پر اطلاق فرمایا ہے۔ دونوں روایتیں مُسلم شریف کی ہیں۔

عام دستور کے مطابق حقیقتاً اہلِ بیت کون ہوتے ہیں؟

ورنہ اہلِ بیت میں آدمی کی اپنی اولاد اور اُس کی بیویاں ہوتی ہیں۔ بیویاں گھر والی کہلاتی ہیں۔ اہلِ بیت گھر والیاں، گھر والے اور گھر میں رہنے والے یعنی بچے۔ عام طور پر مُراد وہی ہوتے ہیں لیکن ان روایات کی بناء پر حضرت علی رضؓ کو بھی اہل بیت میں شمار کیا گیا۔ حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم ان حضرات کو اہلِ بیت میں خاص طور پر شمار کیا گیا اور اُن کی روایات کو میں نے دیکھا مسند احمد میں اس میں بھی اسی طرح ذکر کی گئی ہیں کہ ان بڑے صحابہ کرام کے بعد اہلِ بیت کی روایات سب سے پہلے لی ہیں اور ان میں حضرت حسن کی بھی، حضرت حسین کی بھی روایات ہیں رضی اللہ عنہما۔ انھیں کچھ کچھ ارشادات یاد تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ انھوں نے دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بلند درجات عطا فرمائے اور ہمیں اُن کا ساتھ نصیب ہو۔ (آمین)